صحابۂ کرامؓ کی منفردانہ عظمت

مولانا حبیب الرحمان اعظمی

صحابہ جس مقدس جماعت کا نام ہے، وہ امت کے عام افراد کی طرح نہیں ہے، بلکہ صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور امت کے درمیان ایک مقدس واسطہ ہونے کی حیثیت سے ایک خاص مقام ومرتبہ کے مالک ہیں اور عام امت سے امتیاز رکھتے ہیں، انہیں یہ امتیاز اللہ اور اس کے رسول کی جانب سے عطا ہوا ہے، ذیل میں اس امتیاز وخصوصیت کی تھوڑی سی تفصیل پیش کی جارہی ہے۔

﴿والسابقون الاولون من المهاجرين والانصار والذين اتبعوهم باحسان رضى الله عنهم ورضوا عنه واعدّ لهم جنت تجرى تحتها الانهٰر خالدين فيها ابدا ذلك الفوز العظيم﴾

"جو مہاجرین اور انصار (ایمان لانے میں سب سے) سابق اور مقدم ہیں (اور بقیہ امت میں) جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں، اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اللہ سے راضی ہوئے، اللہ نے ان سب کے لئے ایسے باغ مہیا کر رکھے ہیں، جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔"

اس آیت میں صحابہ کرام کے دو طبقے بیان کئے گئے، ایک سابقین اولین کا اور دوسرا بعد میں آنے والوں کا اور دونوں طبقوں کے متعلق یہ اعلان کردیا گیا ہے کہ اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی ہیں اور ان کے لئے جنت کا مقام ودوام ہے، سابقین اولین کون لوگ ہیں؟ اس پر بحث کرتے ہوئے علامہ ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں:

ذهب جمهور العلماء إلى أن السابقين في قوله تعالىٰ: ﴿والسابقون الاوّلون من المهاجرين والانصار﴾ هم هؤلاء الذين أنفقوا من قبل الفتح و قاتلوا وأهل بيعة الرضوان كلّهم منهم، وكانوا أكثر من ألف وأربع مائة، وقد ذهب بعضهم إلى أن السابقين الأولين هم من صلى

١

إلى القبلتين ، وهذا ضعيف۔''

''جمہور علماء کے نزدیک سابقین اولین میں وہ صحابہ کرام داخل ہیں، جنہوں نے فتح مکہ سے قبل اپنی جان ومال کے ذریعے جہاد کیا اور اس صفت سے تمام اہل بیعت رضوان متصف ہیں، جن کی تعداد چودہ سو سے اوپر تھی، بعض لوگوں کی رائے یہ ہے کہ سابقین اولین وہ لوگ ہیں، جنہوں نے دونوں قبلوں کی جانب نماز ادا کی، مگر یہ قول ضعیف ہے۔''

اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر بیعت جہاد کرنے والے تمام صحابہ سابقین اولین میں داخل ہیں اور صحیح بخاری میں حضرت جابرؓ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لایدخل النار أحد ممّن بایع تحت الشجرة

''جن لوگوں نے درخت کے نیچے بیعت کی، ان میں سے کوئی بھی جہنم میں نہیں داخل ہوگا۔''

اس آیت پاک سے صراحتاً ثابت ہوتا ہے کہ مہاجرین وانصار میں سے تمام سابقین اولین اور ان کے بعد صحابیت کا شرف حاصل کرنے والے تمام صحابہ کرام دوامی طور پر جنتی ہیں، جن میں بلا ریب خلفائے اربعہ بھی داخل ہیں۔

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''جو شخص قرآن پر ایمان رکھتا ہے، جب اس کے علم میں یہ بات آگئی کہ اللہ تعالیٰ نے بعض بندوں کو دوامی طور پر جنتی فرمایا ہے تو اب ان کے حق میں جتنے بھی اعتراضات ہیں، سب ساقط ہو گئے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے، وہ خوب جانتا ہے، فلاں بندہ سے فلاں وقت میں نیکی اور فلاں وقت میں گناہ صادر ہوگا، اس کے باوجود جب باری تعالیٰ یہ اطلاع دیتا ہے کہ میں نے اسے جنتی بنا دیا تو اسی کے ضمن میں اس بات کا اشارہ ہو گیا کہ اس کی تمام لغزشیں معاف کر دی گئیں، لہٰذا اب کسی شخص کا ان مغفور بندوں کے حق میں لعن وطعن کرنا جناب باری تعالیٰ پر اعتراض کرنے کے مترادف ہوگا، اس لئے ان پر اعتراض کرنے والا گویا یہ کہہ رہا ہے کہ یہ بندہ گنہگار ہے، پھر اللہ تعالیٰ نے اسے کیسے جنتی بنا دیا؟ اور ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ پر اعتراض کفر ہے۔''

﴿ولكن الله حبّب اليكم الايمان وزينه في قلوبكم وكرّه اليكم الكفر والفسوق والعصيان اولئك هم الراشدون فضلا من الله ونعمة والله عليم حكيم﴾

''لیکن اللہ نے ایمان کو تمہارے لئے محبوب بنا دیا اور اس کو تمہارے دلوں میں مزین کر دیا اور کفر، فسق اور نافرمانی کو تمہارے لئے ناپسند کر دیا، ایسے ہی لوگ اللہ کے فضل ونعمت سے ہدایت یافتہ ہیں اور اللہ خوب جاننے والا، حکمت والا ہے۔''

اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ بلا استثناء تمام صحابہ کرامؓ کے دلوں میں ایمان کی محبت اور کفر اور فسق و نافرمانی سے نفرت وکراہیت منجانب اللہ راسخ کردی گئی تھی اور لفظ الـــی سے مستفاد ہوتا ہے کہ یہ ایمان کی محبت اور کفر وغیرہ سے کراہیت انتہا درجے کو پہنچی ہوئی تھی، کیوں کہ ''الی'' عربی میں انتہا اور غایت کا معنی بیان کرنے کے لئے وضع کیا گیا ہے، نیز اسی آیت پاک سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضرات صحابہ کرام سے جو لغزشیں صادر ہوئی ہیں، وہ ضعف ایمان اور فسق وعصیان کو مستحسن سمجھتے ہوئے صادر نہیں ہوئی ہیں، بلکہ ان کا صدور بتقاضائے بشریت ہوا ہے، اس لئے ان زلات اور لغزشوں کو بنیاد بنا کر ان کی شان میں لعن طعن کرنا اور ان کے بارے میں تنقید و تنقیص کا رویہ اختیار کرنا جہالت و زندقہ ہے۔

﴿والـذين امنوا وهاجروا وجاهدوا فى سبيل الله والذين آووا ونصروا اولئك هم المؤمنون حقا لهم مغفرة و رزق كريم﴾

''اور جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور جن لوگوں نے انہیں جگہ دی اور ان کی مدد کی، وہی ہیں سچے مسلمان، ان کے لئے مغفرت ہے اور باعزت رزق ہے۔''

اسی سورت کے شروع میں ارشاد خداوندی ہے:

﴿الـذين يقيمون الصلوة ومما رزقناهم ينفقون اولئك هم المؤمنون حقّا لهم درجة عند ربهم ومغفرة ورزق كريم﴾

''وہ لوگ جو نماز کو قائم رکھتے ہیں اور ہم نے ان کو جو روزی دے رکھی ہے، اس میں سے خرچ کرتے ہیں، وہی سچے مسلمان ہیں، ان کے واسطے درجے ہیں ان کے رب کے پاس اور مغفرت اور عزت کی روزی۔''

ان دونوں آیات سے معلوم ہوا کہ حضرات مہاجرین وانصار کے اعمال ظاہرہ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، جہاد وغیرہ قطعی طور پر نفاق ومکر کی بناء پر نہیں تھے، ان کا ایمان اللہ کے نزدیک محقق وثابت تھا، اس لئے حضرات صحابہ بالخصوص خلفائے ثلثہ کی جانب نفاق کی نسبت کرنا خدائے بزرگ وبرتر کے ساتھ معارضہ کرنا ہے۔

﴿محـمـد رسول الله والذين معه اشدّاء على الكفار رحماء بينهم تراهم ركّعا سجدا يبتغون فضـلا من الله ورضوانا سيما هم فى وجوههم من اثر السجود ذلك مثلهم فى التوراة ومثلهم فـى الانـجيـل كزرع اخرج شطأه فآزره فاستغلظ فاستوى على سوقه يعجب الزراع ليغيظ بهم الكفار وعد الله الذين آمنوا وعملوا الصلحت منهم مغفرة واجرا عظيما﴾

''محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں، وہ کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں مہربان ہیں۔ (اے مخاطب!) تو ان کو دیکھے گا کہ کبھی رکوع میں ہیں اور کبھی سجدے میں، ڈھونڈتے ہیں اللہ کے فضل اور اس کی خوشی کو، ان کی نشانی سجدوں کے اثر سے ان کے چہرے پر نمایاں ہے، یہ مثال ہے ان کی

تورات میں اور انجیل میں ان کی مثال ہے، جیسے کھیتی نے نکالا اپنا پٹھا، پھر اس کی کمر مضبوط کی، پھر موٹا ہوا، پھر کھڑا ہو گیا، اپنی جڑی پر بھلا لگتا ہے کھیتی والوں کو تاکہ جلائے اس سے جی کافروں کا، وعدہ کیا ہے اللہ نے ان سے، جو یقین لائے ہیں اور کئے ہیں بھلے کام، معافی کا اور بڑے ثواب کا۔"

امام قرطبی اور عامۂ مفسرین کہتے ہیں کہ ﴿والذین معہ﴾ عام ہے، اس میں تمام صحابہ کرام داخل ہیں۔ اس آیت کریمہ میں تمام صحابہ کی عدالت، ان کی پاک باطنی اور مدح وثنا خود مالک کائنات نے فرمائی، ابو عروہ زبری کہتے ہیں کہ ایک دن امام مالک کی مجلس میں ایک شخص کے متعلق یہ ذکر آیا کہ وہ صحابہ کرام کو برا کہتا ہے، امام مالک نے یہ آیت ﴿لیغیظ بھم الکفار﴾ تک تلاوت کی اور پھر فرمایا کہ جس شخص کے دل میں اصحاب رسول میں سے کسی کے متعلق غیظ ہو، وہ اس آیت کی زد میں ہے، یعنی اس کا ایمان خطرہ میں ہے، کیوں کہ آیت میں کسی صحابی سے غیظ، کفار کی علامت قرار دی گئی ہے۔

﴿للفقراء المهاجرين الذين أُخرجوا من ديارهم واموالهم يبتغون فضلا من الله ورضوانا وينصرون الله ورسوله اولئك هم الصادقون، والذين تبوّء وا الدار والايمان من قبلهم يحبون من هاجر اليهم ولايجدون فى صدورهم حاجة مما اوتوا ويؤثرون على انفسهم ولو كان بهم خصاصة ومن يوق شح نفسه فاولئك هم المفحلون والذين جاؤا من بعدهم يقولون ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذين سبقونا بالايمان ولاتجعل فى قلوبنا غلا للذين امنوا ربنا انك رؤف رحيم﴾

"(اور مال غنیمت کا حق) ان مفلس مہاجرین کا ہے جو جدا کر دیئے گئے ہیں اپنے گھروں سے اور اپنے مالوں سے وہ اللہ کے فضل اور رضا مندی کے طالب ہیں اور وہ اللہ اور اس کے رسول (کے دین) کی مدد کرتے ہیں، یہی لوگ (ایمان کے) سچے ہیں اور ان لوگوں کا (بھی حق ہے) جو دار الاسلام میں اور ایمان میں ان مہاجرین سے پہلے قرار پکڑے ہیں، جو ان کے پاس ہجرت کر کے آتا ہے، اس سے یہ لوگ محبت کرتے ہیں اور مہاجرین کو جو کچھ ملتا ہے، اس سے یہ انصار لوگ اپنے دلوں میں کوئی رشک نہیں پاتے اور (مہاجرین کو) اپنے سے مقدم رکھتے ہیں، اگر چہ ان پر فاقہ ہی ہو اور واقعی جو شخص طبیعت کے بخل سے محفوظ رکھا جائے، ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں (اور ان لوگوں کا بھی اس مال فی میں حق ہے) جو دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہم کو بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو (بھی) جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ آنے دیجئے، اے ہمارے رب! آپ بڑے شفیق ورحیم ہیں۔"

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے عہد رسالت کے تمام موجود اور آئندہ آنے والے مسلمانوں کو تین طبقوں میں تقسیم کر کے

2

ہر طبقہ کا الگ الگ ذکر کیا ہے، پہلا مہاجرین کا طبقہ ہے، جنہوں نے محض اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہجرت کی، کسی دنیوی غرض کے لئے ان کی ہجرت نہیں تھی، جیسا کہ خود باری تعالیٰ ان کی شان میں فرماتے ہیں: ﴿اولـــئك هـــم الصادقون ﴾ یعنی یہ حضرات اپنے قول ایمان اور فعل ہجرت میں سچے ہیں، دوسرا طبقہ حضرات انصار کا ہے، جن کی صفات بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ یہ مہاجرین سے محبت رکھتے ہیں اور ان پر حسد نہیں کرتے ہیں، ان صفات کے ذکر کے بعد فرمایا: ﴿فـاولـئك هـم الـمفـلحون ﴾ یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں، تیسرا طبقہ ان مؤمنین کا ہے، جو مہاجرین وانصار کے حق میں دعائے مغفرت کرتے ہیں اور اس بات کی بھی دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ! ہمارے دلوں میں ان کی طرف سے کینہ وعداوت نہ ڈالئے، یقیناً آپ مہربان اور رحمت کرنے والے ہیں، لہٰذا اپنے فضل ورحمت سے ہماری دعا قبول کرلیجئے، ان آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ فلاں پانے والے وہی لوگ ہیں، جو حضرات مہاجرین سے محبت رکھتے ہیں اور ان کی شان میں طعن وتشنیع نہیں کرتے، کیوں کہ طعن وتشنیع تقاضائے محبت کے خلاف ہے، جس سے علوم ہوا کہ خلفائے اربعہ جو مہاجرین اولین میں یقینی طور پر شامل ہیں، ان کی محبت فلاح کی ضامن اور ان سے بغض وعناد خسران کا سبب ہے، اسی طرح تیسری آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جو لوگ حضرات صحابہ کے لئے دعا خیر کرتے ہیں اور ان سے بغض وعناد کو برا سمجھتے ہوئے اس سے محفوظ رہنے کی بارگاہ خداوندی میں دعا کرتے ہیں، وہی زمرۂ مومنین میں داخل ہیں، اس کے برعکس جو گروہ اس مقدس جماعت سے محبت کے بجائے عداوت رکھتا ہے اور ان کے حق میں دعائے خیر کے بجائے لعن وطعن کی زبان دراز کرتا ہے، وہ اہل اسلام کے زمرے سے خارج ہے، کیوں کہ ان آیات میں مستحقین غنیمت کے جن تین طبقوں کا اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا، یہ لعن وطعن کرنے والے ان سے خارج ہیں۔

اس موقع پر بغرض اختصار ان پانچ آیات پر اکتفا کیا جارہا ہے، ورنہ قرآن مجید میں حضرات صحابہ کے فضائل ومزایا سے متعلق سینکڑوں آیات ہیں۔

الـصـحـابة فـي الحديث : ...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام بالخصوص حضرات خلفائے ثلثہ ابوبکر، عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم کے فضائل ومناقب اور مزایا وخصوصیات اس کثرت وشدت اور تواتر وتسلسل کے ساتھ بیان فرمائے ہیں کہ ان سب کو جمع کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے اور نہ اس موقع پر اس کی ضرورت ہے، لہٰذا ان بے شمار احادیث میں سے چند کو یہاں نقل کیا جارہا ہے، اس سلسلے میں پہلے ان احادیث کو پیش کیا جائے گا، جن سے پوری جماعت صحابہ کی منقبت وفضیلت ثابت ہوتی ہے، پھر خلفائے ثلثہ کے فضائل میں وارد احادیث ذکر کی جائیں گی۔

عـن جـابرؓ قـال : قـال رسول الله صلى الله عليه وسلم : ان الله اختار أصحابي على الثقلين سوى النبيين والمرسلين۔(رواه البزار بسندرجاله موثقون)

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرات انبیاء ومرسلین کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے میرے اصحاب کو

تمام انسان و جنات پر فضیلت دی ہے۔"

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ جمیع حضرات صحابہ، اللہ تعالیٰ کے منتخب و برگزیدہ ہیں، نبیوں اور رسولوں کے بعد انسانوں اور جنات میں سے کوئی بھی ان کے مقام و مرتبہ کو نہیں پا سکتا۔

عن أنس قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أصحابی في أمتي كالملح في الطعام لايصلح الطعام إلا بالملح۔ (مشکوٰۃ شریف)

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں میرے صحابہ کا مقام ایسا ہے، جیسے کھانے میں نمک، کہ کھانا بغیر نمک کے بہتر نہیں ہوتا۔"

اس ارشاد عالیہ کے ذریعے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امت مسلمہ کے سامنے صحابہ کرام کی اہمیت ایک مثال کے ذریعے سے واضح فرمائی ہے کہ جس طرح لذیذ سے لذیذ تر کھانا بے نمک کے پھیکا اور بے مزہ ہوتا ہے، بعینہ یہی حال امت کا ہے کہ اس کی صلاح و فلاح اور اس کا تمام شرف و مجد انہی صحابہ کی مقدس جماعت کا مرہون منت ہے، اگر اس جماعت کو درمیان سے الگ کر دیا جائے تو امت کے سارے محاسن و فضائل بے حیثیت ہو جائیں گے۔

قال النبي صلى الله عليه وسلم : خير الناس قرني ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم فلا أدرى ذكر مرتين أو ثلاثة۔ (بخاری و مسلم وغیرہ)

"انسانوں میں سب سے بہتر میرا زمانہ ہے، پھر ان کا جو اس سے متصل ہیں، پھر ان کا جو اس سے متصل ہیں، راوی حدیث کہتے ہیں کہ مجھے یاد نہیں رہا کہ متصل لوگوں کا ذکر دو مرتبہ فرمایا یا تین مرتبہ۔"

اگر نبی علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے "ثم الذين يلونهم" کو صرف دو مرتبہ ذکر کیا ہے تو دوسرا قرن (زمانہ) صحابہ کا اور تیسرا تابعین کا ہے اور اگر اس جملہ کو تین بار فرمایا ہے تو چوتھا دور تبع تابعین کا بھی اس میں شامل ہوگا، بہرحال اس ارشاد نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے متعین طور پر معلوم ہوتا ہے کہ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے بہتر زمانہ صحابہ کرام کا ہے، اصابہ کے مقدمہ میں حافظ ابن حجر عسقلانیؒ لکھتے ہیں:

"وتواتر عنه صلى الله عليه وسلم خير الناس قرني، ثم الذين يلونهم، ثم الذين يلونهم ..."

جس سے معلوم ہوگیا کہ محدثین کے نزدیک یہ حدیث متواتر ہے، جس سے یقینی علم حاصل ہوتا ہے، ان تینوں حدیثوں کے بعد وہ احادیث نقل کی جا رہی ہیں جو خاص طور پر خلفائے ثلاثہ کی فضیلت میں وارد ہوئی ہیں۔

حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"أبوبكر و عمر سيدا كهول أهل الجنة من الأولين والآخرين إلا النبيين والمرسلين۔" (احمد والترمذی)

"حضرت صدیق و فاروق نبیوں اور رسولوں کے علاوہ درمیانی عمر کے تمام اگلے پچھلے جنتیوں کے سردار ہیں۔"

اس حدیث پاک سے صاف طور پر ثابت ہوگیا کہ انبیائے کرام علیہم السلام کے بعد صدیق اکبر و فاروق اعظم تمام لوگوں سے افضل ہیں، یہی بات قرآن مجید اور دیگر احادیث نبویہ، آثار صحابہ وتابعین سے بھی ثابت ہے اور اسی پر اہل سنت والجماعت کا اجماع ہے، اسی بناء پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے تھے: ''مَن فضّلني علی أبي بکر و عمر جلدته حد المفتري'' ''جو مجھے ابوبکر وعمر پر ترجیح اور فضیلت دے گا، میں اس پر افتراپرداز کی حد (سزا) جاری کروں گا، اسی معنی کی ایک اور روایت کتاب الآثار للامام ابی یوسف میں بھی ہے۔

ایک حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اقتدوا من بعدي أبي بکر و عمر فإنهما حبل الله الممدود، ومن تمسّك بهم فقد تمسّك بالعروة الوثقی، لاانفصال لها۔'' (رواہ الطبرانی)

''میرے بعد ابوبکر وعمر کی اقتدا کرو، کیوں کہ یہ دونوں اللہ کی دراز شدہ رسی ہیں جس نے ان دونوں کو پکڑ لیا، اس نے مضبوط حلقہ تھام لیا۔''

''حبل اللہ'' سے مراد دین الٰہی ہے، چناں چہ قرآن مجید میں ﴿واعتصموا بحبل الله جميعا﴾ میں اسی جانب اشارہ کیا گیا ہے، یعنی سب لوگ مل کر اللہ کے دین کو قوت اور مضبوطی کے ساتھ پکڑ لو اور ﴿العروة الوثقی﴾ سے بھی دین خداوندی ہی مراد ہے، چنانچہ قرآن کا ارشاد ربانی ہے: ﴿فقد استمسك بالعروة الوثقی﴾ اس نے مضبوط حلقہ یعنی دین اسلام کو تھام لیا، اس تفصیل وتحقیق سے معلوم ہوگیا کہ حضرات شیخینؓ کا طریقہ معیار دین ہے اور ان کے طریقے پر چلنا درحقیقت دین اسلام پر چلنا ہے۔

ایک موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''ان الله جعل الحق علی لسان عمر وقلبه'' (رواہ الترمذی واحمد)

''لاریب کہ اللہ تعالیٰ نے حق کو عمر کی زبان اور دل پر رکھ دیا ہے۔''

بعض روایتوں میں ''جعل'' کے بجائے ''وضع'' کا لفظ ہے، امام ترمذیؒ نے یہ روایت حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے نقل کی ہے اور امام داؤد اور امام حاکمؒ نے حضرت ابوذر غفاریؓ سے۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ ''کنا لانبعد أن السکينه علی لسان عمر'' ''ہم صحابہ اس بات کو بعید نہیں سمجھتے تھے کہ عمرؓ کی زبان لسان الغیب کی ترجمان ہے، چنانچہ 26 احکام شرعیہ کا آپ کے قول کے مطابق نازل ہونا اس حدیث کی صداقت پر خدائی شہادت ہے۔

''لکل نبی رفيق ورفيقي فيها عثمان۔'' (رواہ الترمذی)

''ہر نبی کے لئے جنت میں ایک ساتھی ہے اور میرے جنت کے رفیق عثمان ہیں۔''

اس حدیث سے حضرت عثمان غنیؓ کا نہ صرف جنتی ہونا ثابت ہوتا ہے، بلکہ ان کی بلندیٔ درجات پر بھی یہ حدیث دلالت کررہی ہے۔

امام احمد اپنی مسند میں روایت کرتے ہیں کہ غزوۂ تبوک کے موقع پر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکر کی تیاری اور سامان جنگ کی فراہمی کا کام شروع فرمایا تو حضرت عثمان غنی ایک ہزار اشرفی لے کر خدمت نبوی میں حاضر ہوئے اور آپ کی گود میں ڈال دیا، راویٔ حدیث بیان کرتے ہیں کہ میں نے اس وقت دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (فرط مسرت سے) ان اشرافیوں کو الٹ پلٹ رہے تھے اور زبان وحی پر یہ الفاظ جاری تھے: ''ما ضرّ عثمان ما عمل بعد الیوم، مرتین'' عثمان آج کے بعد جو کام بھی کریں گے، وہ ان کے لئے مضرت رساں نہیں ہوگا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جملہ کو بطور تاکید دو مرتبہ فرمایا۔

اس حدیث پاک میں حضرت عثمان غنیؓ کے صدقہ کی قبولیت کی بشارت کے ساتھ ان مخالفین اور ناقدین کے خیالات کی تردید بھی فرمادی گئی ہے، جو مفسدین کی افتراپردازیوں سے متاثر ہوکر یا اپنی کج روی کے زیر اثر حضرت عثمان ذی النورینؓ پر ناحق تھوپ رہے ہیں، حالاں کہ حضرت عثمانؓ ان تمام اتہامات سے پاک اور بری ہیں۔ لیکن بالفرض یہ باتیں اگر کسی حد تک ثابت بھی ہو جائیں تو آپ کی عظمت شان اور کثرت طاعت کی بنا پر کچھ نقصان نہیں پہنچا سکیں گی۔

اللہ اور رسول کے ان فرمودات میں صحابہ کرام کے ایمان واخلاص اور فضائل ومناقب کی جو تصویر پیش کی گئی ہے، اسے سامنے رکھتے ہوئے ان قدسی صفات جماعت کے مقام ومرتبہ کا اندازہ لگائیے۔ ذلك فضل الله يوتيه من يشاء

صحابہ کی تنقیص علمائے امت کی نظر میں:......اس آیت کریمہ ﴿محمد رسول الله والذين معه﴾ کی تفسیر کے ذیل میں معلوم ہو چکا ہے کہ امام مالکؒ نے ﴿ليغيظ بهم الكفار﴾ کے پیش نظر فرمایا کہ حضرات صحابہ سے بغض رکھنے والے اس آیت کی زد میں ہیں، یعنی کافر ہیں، اب ذیل میں چند اور علمائے محققین کے اقوال ملاحظہ کیجئے۔

امام ابوذرعہ رازی متوفی 264ھ کا فیصلہ:

> إذا رأيت الرجال ينتقص أحداً من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم فاعلم أنه زنديق، لأن الرسول صلى الله عليه وسلم عندنا حق، والقرآن حق، وإنما أدّى إلينا هذا القرآن والسنن أصحاب رسول الله وإنما يريدون أن يجرحوا شهودنا ليبطلوا الكتاب والسنة، والجرح بهم أولى وهم زنادقة۔
>
> ''جب تم کسی کو دیکھو کہ وہ صحابہ کرام میں سے کسی کی تنقیص کر رہا ہے تو سمجھ لو یہ کہ زندیق ہے، اس لئے کہ ہمارے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برحق ہیں، قرآن برحق ہے اور قرآن وسنت کو ہم تک پہنچانے والے یہی صحابہ ہیں، تو یہ لوگ ہمارے شاہدوں کو مجروح کرنا چاہتے ہیں، تاکہ قرآن وسنت کو باطل ٹھہرا دیں، للہذا خود انہیں مجروح قرار دینا اولی ہے، (ایسا کرنے والے) زندیق ہیں۔''

اصطخری بیان کرتے ہیں کہ مجھے مخاطب کرتے ہوئے امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا:

''یا أباالحسن ، إذا رأیت أحدا یذکر أصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم بسوء فا تهمه علی الإسلام۔''

''اے ابوالحسن! جب تم کسی کو دیکھو کہ وہ صحابہ کا ذکر برائی سے کرتا ہے تو اس کے اسلام کو مشکوک سمجھو۔''

عمدۃ المفسرین محقق ابن کثیر لکھتے ہیں:

''یا ویل ، من أبغضهم أو سبّهم أوسب بعضهم......فأین هؤلاء من الإیمان بالقرآن إذا سبّوا من رضی الله عنهم؟!''

''عذاب الیم ہے ان لوگوں کے لئے جو حضرات صحابہ سے یا ان میں بعض سے بغض رکھے یا انہیں برا بھلا کہے، ایسے لوگوں کا ایمان بالقرآن سے کیا واسطہ، جو ان حضرات کو برا کہتے ہیں، جن سے اللہ نے راضی ہونے کا اعلان کر دیا۔''

علامہ ابن تیمیہ اپنی مشہور تصنیف الصارم المسلول میں لکھتے ہیں:

"وقال القاضي أبویعلی: الذی علیه الفقهاء في سبّ الصحابة إن کان مستحلا لذلك کفر، وإن لم یکن مستحلا فسق۔"

''قاضی ابویعلی نے کہا ہے کہ اس پر تمام فقہاء متفق ہیں کہ جو شخص صحابہ کی برائی کو حلال و جائز سمجھتے ہوئے ان کی برائی کرے، وہ کافر ہے اور جو حلال نہ سمجھتے ہوئے انہیں برا بھلا کہے، وہ فاسق ہے۔''

علامہ ابن ہمام حنفی لکھتے ہیں:

''إن من فضل علیا علی الثلاثة فمبتدع، وإن انکر خلافة الصدیق أو عمر رضی الله عنهما فهو کافر۔''

''جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خلفائے ثلاثہ (صدیق اکبرؓ، فاروق اعظمؓ اور عثمان غنیؓ) پر فضیلت دے، وہ بدعتی ہے اور جو شخص حضرت ابوبکر یا حضرت عمر کی خلافت کا انکار کرے، وہ کافر ہے۔''

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

''الرافضي إذا کان یسبّ الشیخین ویلعنهما، العیاذ بالله، فهو کافر، وإن کان یفضل علیا کرم الله وجهه علی أبي بکر رضی الله عنه لایکون کافرا إلا أنه متبدع۔''

''رافضی جب شیخین کو برا بھلا اور لعن طعن کرتا ہو تو کافر ہے اور اگر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو حضرت ابوبکر پر فضیلت دیتا ہے تو کافر نہیں ہوگا، ہاں! اس صورت میں وہ بدعتی قرار پائے گا۔''

☆......☆......☆